قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 21 مئی 2021ء | 08 شوال 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 120

ارشاد باری تعالیٰ

وَلِکُلٍّ وِّجۡہَۃٌ ہُوَ مُوَلِّیۡہَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔

(البقرۃ: 149)

ترجمہ:۔ ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہوتا ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کرکے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ مالدار لوگ بلند درجوں پر پہنچ گئے اور ہمیشہ کی نعمتیں لوٹ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیوں؟“ انہوں نے عرض کی کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ صدقہ دیتے ہیں اور ہم نہیں دے سکتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں آزاد کرسکتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہیں ایسی چیز سکھادوں کہ جو تم سے آگے ہوں ان کو تم پالو اور اپنے پیچھے والوں کے ہمیشہ آگے رہو اور کوئی تم سے درجہ میں بڑھ کر نہ ہو مگر وہ جو وہی کام کرے جو تم کرتے ہو۔“ انہوں نے عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تسبیح و تکبیر و تحمید کرو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ۔“ ابوصالح نے کہا: پھر مہاجرین رسول اللہ صلی کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہمارے بھائیوں نے سن پایا جو اہل مال ہیں ہماری اس دعا کو اور وہ بھی پڑھنے لگے جیسے ہم پڑھتے ہیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔“ یعنی اس میں میرا کیا اختیار ہے۔ قتیبہ کے علاوہ راویوں نے اس روایت میں یہ بڑھایا کہ لیث، ابن عجلان سے راوی ہے کہ سمی نے کہا کہ میں نے یہ حدیث اپنے کسی گھر والوں سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تم بھول گئے۔ اس روایت میں یوں ہے کہ ”تسبیح کرے تو اللہ کی تینتیس ۳۳ بار اور تحمید کرے تو اللہ کی تینتیس ۳۳ بار اور تکبیر کہے اللہ کی تینتیس ۳۳ بار“، پھر میں ابوصالح کے پاس گیا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: اللہ اکبر سے الحمدللہ تک تینتیس ۳۳ بار کہے یعنی اللہ بڑا ہے اور پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کو ہے اور اللہ بڑا ہے اور پاک ہے اللہ اور سب اسی کے لئے ہے۔

(صحیح مسلم: حدیث نمبر 1347)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

انبیاء کے آنے کا جو مقصد ہوتا ہے اور جس مقصد کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ یہ ہے کہ خدا سے ملانا اور گناہ سے بچنے کے طریقے سکھانا اور نیکیوں کی طرف لے جانے والے راستے بتانا۔ اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ یہ مقصد ہم بڑی آسانی سے حاصل کرسکتے ہیں۔ جب آپ نیکیوں پر قائم ہونے کی کوشش شروع کرتے ہیں اور کچھ نیکیاں بجالانا شروع کرتے ہیں تو یہ ایک قدم ہے یا چند قدم ہیں جو ہم نے اس راستے میں اٹھائے ہیں۔ یہ وہ انتہا نہیں ہے جس پر ایک احمدی مسلمان کو پہنچنا چاہئے۔ اور انتہا ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ ہر منزل پر اگلی منزل کا پتہ ملتا ہے جس کے لئے رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ”گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔“

(خطبہ جمعہ 29/ اپریل 2005ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

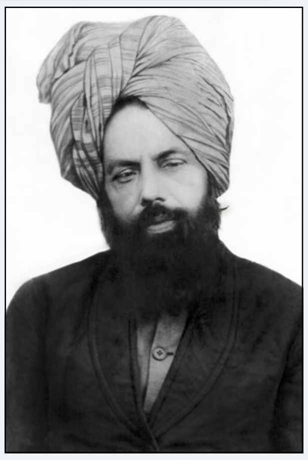

انسان کے تین طبقات

”اسلام میں انسان کے تین طبقے رکھے ہیں۔ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ، مُقۡتَصِدٌ، سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرَاتِ۔ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ تو وہ ہوتے ہیں جو نفسِ امّارہ کے پنجے میں گرفتار ہوں۔ اور ابتدائی درجہ پر ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں۔ مُقۡتَصِدٌ وہ ہوتے ہیں جن کو میانہ رَو کہتے ہیں۔ ایک درجہ تک وہ نفس امّارہ سے نجات پاجاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کا حملہ اُن پر ہوتا ہے اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں، پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔

مگر سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرَات وہ ہوتے ہیں کہ اُن سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کے حرکات و سکنات طبعی طور پر اس قسم کے ہوجاتے ہیں کہ اُن سے افعالِ حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے۔ گویا ان کے نفس امّارہ پر بالکل موت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالت میں ہوتے ہیں۔ ان سے اس طرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے۔ اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اس کو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہیں حَسَنَاتُ الۡاَبۡرَارِ سَیِّئَاتُ الۡمُقَرَّبِیۡن۔“

(الحکم جلد 9 نمبر 39 مورخہ 10/ نومبر 1905ء صفحہ 5-6)

اس شمارہ میں

- قبلہ رخ ہو کے باوضو بولے (منظوم)
- تقویٰ ایک سچے مومن کی پہچان
- ذکر خیر والد محترم چوہدری محمد اقبال صاحب
- 25اپریل 2021ء، مسجد ناصر سُرینام کے پچاس سال

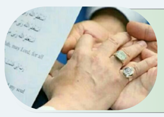

دربارِ خلافت

پھر خلافتِ خامسہ کا دَور ہے۔ اِس میں بھی حسد کی آگ اور مخالفت نے شدت اختیار کر لی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اور پھر آگے اپنی تحریر میں اللہ تعالیٰ کی اس دوسری قدرت کے بارے میں فرمایا کہ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔

آج جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے، جو پیشگوئی فرمائی ہے، جس کا اعلان زمانے کے امام کے ذریعہ سے کروایا وہ ہر آن اور ہر لمحہ ایک نئی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ چاہے وہ خلافتِ اولیٰ کا دَور تھا جس میں بیرونی مخالفتوں کے علاوہ اندرونی فتنوں نے بھی سر اُٹھانا شروع کر دیا تھا۔ یا خلافت ثانیہ کا دَور تھا جس میں انتخابِ خلافت سے لے کر تقریباً آخر تک جو خلافتِ ثانیہ کا زمانہ تھا، مختلف فتنے اندرونی طور پر بھی اُٹھتے رہے۔ جماعت کا ایک حصہ علیحدہ بھی ہوا۔ پھر بیرونی مخالفتوں نے بھی شدید حملوں کی صورت اختیار کر لی لیکن جماعت کی ترقی کے قدم نہیں رُکے۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں بھی بیرونی حملوں کی شدت اور بعض اندرونی فتنوں نے سر اُٹھایا لیکن جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ اور جماعت کو خلافتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے ہی بڑھاتی رہی۔ پھر خلافتِ رابعہ کا دور آیا تو دشمن نے ایسا بھرپور وار کیا کہ اُس کے خیال میں اُس نے جماعت کو ختم کرنے کے لئے ایسا پکا ہاتھ ڈالا تھا کہ اُس سے بچنا ناممکن تھا، کوئی راہِ فرار نہیں تھی۔ لیکن پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ اپنی شان کے ساتھ پورے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور ظاہر کرے گا اور وہ ہوئی۔ اور اُس زبردست قدرت نے اُن مخالفین کی خاک اُڑا دی۔

پھر خلافتِ خامسہ کا دَور ہے۔ اِس میں بھی حسد کی آگ اور مخالفت نے شدت اختیار کر لی۔ کمزور اور نہتے احمدیوں پر ظالمانہ حملے کر کے خون کی ایسی ظالمانہ ہولی کھیلی گئی جنہیں دیکھ کر یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ انسانوں کا کام ہے یا جانوروں سے بھی بدتر کسی مخلوق کا کام ہے۔ پھر اندرونی طور پر جماعت کے ہمدرد بن کر جماعت کے اندر افتراق پیدا کرنے کی بھی بعض جگہ کوششیں ہوتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت کی زبردست قدرت اس کا مقابلہ کرتی رہی اور کر رہی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔ میں تو ایک کمزور ناکارہ انسان ہوں۔ میری کوئی حیثیت نہیں لیکن خلافتِ احمدیہ کو اُس خدا کی تائید و نصرت حاصل ہے جو قادر و توانا اور سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وعدہ کیا ہے کہ میں زبردست قدرت دکھاؤں گا۔ اور وہ دکھا رہا ہے اور دکھائے گا۔ اور دشمن ہمیشہ اپنی چالاکیوں، اپنی ہوشیاریوں، اپنے حملوں میں خائب و خاسر ہوتا چلا جائے گا اور ہو رہا ہے۔ آج کل دشمن نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے لئے الیکٹرانک میڈیا، انٹرنیٹ وغیرہ کے جو بھی مختلف ذرائع ہیں، اُن کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو خلافت کی رہنمائی میں دنیا کے ہر ملک میں اللہ تعالیٰ نے نوجوانوں کی ایک ایسی فوج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دی ہے جو حضرت طلحہ کا کردار ادا کر رہے ہیں اور دشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہیں۔ بلکہ ایسے ایسے جواب دے رہے ہیں کہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد دل میں پیدا ہوتی ہے اور اُس کے وعدوں پر یقین اور ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے۔

قدرتِ ثانیہ کے جاری رہنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں تسلی دلاتے ہوئے پھر فرماتے ہیں کہ:

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو“ یعنی اپنی وفات کی اطلاع دی تھی ”اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤنگا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن

بقیہ صفحہ 8 پر

قبلہ رخ ہو کے باوضو بولے

قبلہ رخ ہو کے باوضو بولے
لفظ ڈھل جائے جس کو تو بولے

نرم و نازک، حسین، خوشبودار
ایک ہی پھول چارسُو بولے

لِلّٰہِ الحمدُ عہدِ الفت میں
پانچ کے پانچ خوبرو بولے

قدرتِ ثانیہ کا ہر مظہر
عکس در عکس ہو بہ ہو بولے

سلسلہ وار ایک ہی آواز
دشت در دشت کُو بہ کُو بولے

اس کراں تا کراں خموشی میں
کون بولے اگر نہ تو بولے

کون ہے تو کہاں سے آیا ہے
تیرا اندازِ گفتگو بولے

تجھ سے ملنے کے بعد بھی دل میں
تجھ سے ملنے کی آرزو بولے

میرے اندر بھی بولتا ہے تو
میرے باہر بھی تو ہی تو بولے

بولنا بھول جائے دنیا کو
مسکرا کر اگر نہ تو بولے

مسکرا دوں اگر سرِ مقتل
میں نہ بولوں مرا لہو بولے

پھول تو پھول ہے بہر صورت
چپ رہے بھی تو رنگ و بو بولے

قتلِ ناحق سے قتلِ ناحق تک
سارا رستہ لہو لہو بولے

یا سنے حوصلے سے میری بات
یا نہ مجھ سے مرا عدو بولے

بولنے کا جسے بھی دعویٰ ہو
سامنے آئے روبرو بولے

مفت کی بٹ رہی ہے جوتوں میں
جام بولے نہ اب سبو بولے

لُٹ گئی آبرو سرِ اخبار
اب نہ عزّت نہ آبرو بولے

بولنا سیکھ لے اگر مضطرؔ
بھول کر بھی نہ پھر کبھو بولے

چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی

ایم ۔الف ۔شہزاد

تقویٰ ایک سچے مومن کی پہچان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَآ اَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَاتَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (آل عمران :103)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہر گز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار بنو۔

متقیوں کے سردار اور رہبر کامل رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں: تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرو تو سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔

(ابن ماجہ کتاب الزہد باب الورع و التقویٰ)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں: تقویٰ کے معنے ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اُس سے بھی کنارہ کرے۔(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد1 صفحہ 411)

’’تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ جسے یہ حاصل ہو۔ اُسے گویا تمام جہاں کی نعمتیں حاصل ہو گئیں۔ یاد رکھو متقی کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ اُس مقام پر ہوتا ہے کہ جو چاہتا ہے خدا تعالیٰ اُس کے لئے اُس کے مانگنے سے پہلے مہیا کر دیتا ہے میں نے ایک دفعہ کشف میں اللہ تعالیٰ کو تمثّل کے طور پر دیکھا میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا۔ جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔ یہ وہ نسخہ ہے جو تمام اَنبیاء واَولیاء و صُلَحاء کا آزمایا ہوا ہے۔‘‘

(بدر جلد6 نمبر17 مورخہ 25 اپریل 1907ء ص 8)

یہ ایک حقیقت اور ابدی سچائی ہے جسے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت جھٹلا نہیں سکتی کہ تقویٰ۔ ایک سچے مومن کی پہچان ہے اور ابتدائے دنیا سے لے کر آج تک پیدا ہونے والے لکھو کھا مومنین کی پہچان تقویٰ ہی تھا۔ ہر سچا مومن تقویٰ کا لباس پہنے ہوئے ہی زندگی کے دن گزارتا ہے۔ ابن سرینؒ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے گھی کے چالیس مٹکے خریدے۔ ان کے غلام نے کسی ایک مٹکے سے چوہا نکالا۔ ابن سیرینؒ نے پوچھا کہ کس مٹکے سے چوہا نکالا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس پر ابن سیرینؒ نے تمام مٹکے انڈیل دیئے۔(الرسالۃ القیریہ:191) اس خلق میں ابراہیم بن ادہمؒ کا نمونہ تقویٰ کی تنگ اور کٹھن راہوں پر چلنے والوں کے لئے مشعل راہ ہے آپؒ فرماتے ہیں میں نے بیت المقدس میں ایک رات صخرہ کے نیچے گذاری۔ کچھ رات گذرنے کے بعد دو فرشتے اترے ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا یہاں کون ہے؟ دوسرے نے جواب دیا ابراہیم بن ادہم پھر کہا یہ وہی شخص ہے جس کے درجات سے اللہ تعالیٰ نے ایک درجہ کم کر دیا ہے۔ پہلے فرشتے نے پوچھا کیوں؟ دوسرے نے کہا اس نے بصرہ میں کھجوریں خریدیں اور پھل فروش کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اس کی کھجوروں میں جا پڑی ۔اس نے مالک کو واپس نہیں کی۔ ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں کہ میں واپس بصرہ گیا اور اس شخص سے پھر کھجوریں خریدیں اور ایک کھجور اس کی کھجوروں پر گرا کر میں بیت المقدس لوٹ آیا اور صخرہ میں رات گذاری تھوڑی رات گذرنے کے بعد دو فرشتے آسمان سے اترے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا یہاں کون ہے؟ دوسرے نے جواب دیا ابراہیم بن ادہم اور کہا وہی جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی مرتبہ عطا کر دیا اور جس کا درجہ بلند کر دیا گیا۔

(الرسالۃ القیریہ:192)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی منشی اروڑے خان صاحبؓ نے ایک تقویٰ شعار مومن کی طرح نوکری کی۔ ایک دفعہ کسی نے ہنس کر کہا: بابا کبھی رشوت تو نہیں لی تھی؟ منشی صاحب پر ایک خاص قسم کی سنجیدگی جو جوشِ صداقت سے مغلوب تھی طاری ہوئی اور سائل کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ مَیں نے جب تک نوکری کی اور جس طرح اپنے فرض کو ادا کیا ہے اور جس دیانت سے کیا ہے اور جو فیصلے کئے ہیں اور جس صداقت اور ایمانداری کے ساتھ کئے ہیں اور پھر جس طرح ہر قسم کی نجاستوں سے اپنے دامن کو بچایا ہے سب باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان سب کو سامنے رکھ کر مَیں اپنے خدا سے دعا کروں تو ایک تیر انداز کا تیر خطا کر سکتا ہے لیکن میری وہ دعا ہر گز خطا نہیں کر سکتی۔

(روزنامہ الفضل 22 ستمبر 2003ء)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت منشی عبدالرحمنؓ صاحب کپور تھلوی کو جوانی سے ہی روزنامچہ لکھنے کی عادت تھی۔ ایک دن آپ نے یہ دیکھنا چاہا کہ میرے ذمّہ کسی کا قرضہ تو نہیں ہے۔ روزنامچے کی پڑتال کی تو دیکھا کوئی 40 سال قبل کا ایک واقعہ درج تھا کہ ایک غیر احمدی سے مل کر ایک معمولی سی تجارت کی تھی اس کے نفع میں سے بروئے حساب 40 روپے کے قریب منشی صاحب کے ذمہ نکلتے تھے۔ آپ نے یہ رقم حقدار کے نام بذریعہ منی آرڈر بھجوا دی تا رسید بھی حاصل ہو جائے۔ وہ شخص کپور تھلہ کا رہنے والا تھا۔ اور عجب خان اس کا نام تھا غیر از جماعت تھا۔ منی آرڈر وصول ہونے کے بعد وہ اپنی مسجد میں گیا اور لوگوں سے کہا تم احمدیوں کو برا تو کہتے ہو لیکن یہ نمونے بھی تو دکھاؤ۔ 40 سال کا واقعہ ہے اور خود مجھے بھی یاد نہیں کہ میری کوئی رقم منشی صاحب کے ذمے نکلتی ہے۔

(اصحاب احمد۔ جلد 4 صفحہ 22)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: سواے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے .... یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15) چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوی سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

آج کی دعا

فَدَعَا رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ (سورۃ القمر:11)

ترجمہ: تب اس نے اپنے ربّ کو پکارا اور کہا کہ میں یقیناً مغلوب ہوں۔ پس میری مدد کر۔

اَللّٰھُمَّ رَحۡمَتَكَ أَرۡجُو، فَلَا تَكِلۡنِي إِلَى نَفۡسِي طَرۡفَةَ عَيۡنٍ، وَأَصۡلِحۡ لِي شَأۡنِي كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنۡتَ (ابوداؤد کِتَابُ النَّوۡمِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصۡبَحَ حدیث ۵۰۹۰)

ترجمہ : اے اللہ ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں ’ تو مجھے آنکھ جھپکنے تک کے لیے بھی میری اپنی جان کے حوالے نہ فرما ’ اور میرے سارے معاملات درست فرما دے ’ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔

رَبِّ ارۡحَمۡنِیۡ اِنَّ فَضۡلَكَ وَرَحۡمَتَكَ یُنۡجِیۡ مِنَ الۡعَذَابِ (تذکرہ صفحہ:972)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھ پر رحم فرما اور تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔

یہ قرآنِ مجید کی نصرتِ الٰہی کی اور پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی پریشانی کے وقت کی ،اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی فضل اور رحمت کی دعائیں ہیں۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلسل دعاؤں کی تحریک فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور لمبی صحت و سلامتی والی بے انتہا فضلوں برکتوں والی عمر سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے حق میں آپ کی ساری دعائیں قبول فرمائے۔ اور ہم سب کو خدا تعالیٰ سے خاص تعلق جوڑنے والا بنائے۔ آمین

آپ فرماتے ہیں:

’’پاکستان کے احمدیوں کے لئے ،الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کا میں دوبارہ کہنا چاہتا ہوں۔ اور کافی حالات دوبارہ بگڑتے جا رہے ہیں۔ یا اوپر نیچے ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی مکمل امن اور سکون آگیا ہے۔ ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی، اِسی طرح الجزائر میں بھی حکومت کے بعض اہلکاروں کی نیت نیک نہیں لگ رہی۔ دوبارہ کیس کھولنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ پاکستان میں بھی، الجزائر میں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی کوئی احمدی کسی بھی قسم کی تکلیف میں ہے۔

لیکن ساتھ ہی احمدیوں کو بھی توجہ کرنی چاہئے۔ وہ پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں۔ اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور حقوق العباد کو بھی ادا کرنے والے ہوں۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنے والے ہوں۔ اور خدا سے خاص تعلق جوڑنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔(خطبہ جمعہ 26 مارچ 2021)

اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار
اے خدا شیطان پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
اے خدا اے چارہ سازِ درد ہم کو خود بچا
اے میرے زخموں کے مرہم دیکھ میرا دل فگار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب وکامگار

مرسلہ: مریم رحمٰن

ام وحید احمد

ذکر خیر والد محترم چوہدری محمد اقبال صاحب

میرے پیارے ابا جان چوہدری محمد اقبال صاحب سابق صدر حلقہ چکلالہ راولپنڈی لگ بھگ ایک صدی کی مسافرت طے کرنے کے بعد 93 سال کی عمر میں 22 مارچ 2021 کو مختصر علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

یقیناً ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پر اے دل تو جاں فدا کر

1947 میں آپ اپنے والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ کپور تھلہ ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آئے اور سِلاں والی 140 جنوبی ضلع سرگودھا میں سکونت اختیار کی۔ دادا جان بھی اپنے زمانے کے میٹرک پاس تھے اور سائنس کے مضامین پڑھ رکھے تھے پھر اس کے ساتھ باشعور بھی تھے اور علم دوست بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں خود تحقیق کر کے اور اپنی طبیعت کی سادگی کے دائرے میں خود سے سچائی کا ایک معیار بنایا اور سوچا کہ اگر میرا ذہن سچائی کے اس معیار سے مطمئن ہو گیا تو بیعت کر لوں گا چونکہ نیت بھی نیک تھی تحقیق بھی کر رکھی تھی سچائی کے متلاشی بھی تھے اس لئے خدا کے فضل سے اپنا ہی قائم کردہ معیار ان کے اطمینان قلب کے لئے کافی ہوا اور بیعت کر لی اور اس طرح مسیح پاک کی سچائی کا جو بیج میرے دادا جان نے اپنے دل میں لگایا تھا اور ان کی روح نے اس کی آبیاری کی آج ان کی چوتھی نسل اس کے پھل کھا رہی ہے۔ میری دادی جان نے تو خیر اس وقت بیعت نہ کی لیکن دادا جان کے لئے ساری برادری، شریکہ اور گاؤں والوں سے تنہا لڑتی رہیں اور دادا جان کی سپر بنی رہیں۔ کچھ سالوں کے بعد جب انہوں نے بیعت کی تو گاؤں والوں اور برادری نے خوب شور کیا اور برا بھلا کہا اور خبردار کیا کہ مائی اے مائی اے تینوں مرن لئی جگہ وی نئی لبنی۔۔ تو دادی جان جواب میں کہا کرتی تھیں کہ میں اللہ کیتا تے ڈنڈے نال جگہ لوؤ گی۔ یہ پاکستان بننے کے بعد کی بات ہے۔ جب 71-1970 میں ان کی وفات ہوئی تو گاؤں والوں نے خوب ہنگامہ کیا اور ان کی میت کو دفنانے نہ دیا۔ ایسے میں میرے چچا محمد عرفان حال مقیم ربوہ شہر چلے گئے اور تھانے میں رابطہ کیا وہاں کا ڈی ایس پی اور تھانے دار پولیس کی ایک بھاری نفری لے کر گاؤں پہنچ گئے اور 2 کنال کی الگ جگہ مختص کی گئی اور ان کی موجودگی میں دفنایا گیا۔ خدا کے فضل سے گاؤں والوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ پولیس والوں کی بھی خوب خاطر مدارت کی ان تمام کے لئے کھانے کا بندوبست کیا اور میری پیاری دادی جان کے الفاظ بھی کس شان سے پورے ہوئے اور اس وقت سے سلانوالی میں احمدیہ قبرستان قائم ہوا اور اللہ کے فضل سے اس کی دیکھ بھال ہمارے چچا جان ہی کر رہے ہیں ۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

یہ باتیں تو خاکسار نے تحدیث نعمت کے طور پر بیان کی ہیں کیونکہ پہلے پہل ایمان لانے والوں کے تذکروں کے بغیر جذبوں کی یہ داستان اگلی نسل تک نہیں پہنچ سکتی۔

بہرحال ذکر خیر ہو رہا تھا میرے والد صاحب کا 1947 کا پُر آشوب دور ہے 14، 15 سال عمر ہے بلوائیوں نے حملہ کر دیا گھر کی عورتوں کو رات کے اندھیرے میں کسی محفوظ مقام کی طرف روانہ کیا اور خود چھوٹے بھائی کو گود میں اُٹھا کر جنگل میں رات گذاری اور دو دن بعد اپنی والدہ کو ملے جبکہ والدہ رو رو کر بے حال ہو چکی تھیں حتیٰ کہ مرنے کا یقین کر چکی تھیں (یہ واقعات تو وفات سے چند روز قبل بھی لاشعوری حالت میں بار بار سناتے رہے) لٹ لٹا کر پاکستان پہنچے خالی ہاتھ تھے زیرو سے زندگی شروع کی دادا جان نے سِلانوالی میں سکونت اختیار کی اولاد کو بہت پڑھانے کی خواہش رکھنے کے باوجود زمیندارہ شروع کیا زندگی کی گاڑی تو چلانی تھی۔ میرے والد صاحب راولپنڈی آ گئے اور تن تنہا حالات کی سختیوں سے نبرد آزما ہونے کا عہد کیا محنت مزدوری کی۔ پارٹ ٹائم کام کیا اتنا کہ ایک وقت پیٹ بھر جاتا تھا ایک طرف تعلیم جاری رکھی اور دوسرا جماعت کے ساتھ بھرپور تعلق رکھا۔ ریڈیو پاکستان میں ملازمت ملی۔ میری والدہ مرحومہ کی فیملی بھی قادیان سے ہجرت کر کے راولپنڈی قیام پزیر ہوئی تھی۔ میری والدہ شیخ عباد اللہ ایڈووکیٹ آف دھوری کی نواسی تھیں اور ڈاکٹر ظفر حسن رضی اللہ تعالیٰ (جو کہ کلر کہار ہسپتال کے پہلے میڈیکل سپریٹنڈنٹ تھے۔) کی پوتی تھیں اس وقت معاشی لحاظ سے دونوں خاندانوں کے حالات دگرگوں تھے۔ زندگی جہد مسلسل کی طرح کٹ رہی تھی۔ دعاؤں کے سہارے اور کامل توکل پر ان دونوں کا رشتہ طے ہوا۔ میری والدہ گو کہ میٹرک پاس تھیں لیکن بورڈ کے امتحان سے اسکالرشپ ہولڈر تھیں ۔ دونوں کے ستارے خوب ملے زندگی کا مقصد واضح تھا کہ اولاد پر انویسٹ کرنا ہے۔ دونوں نے اس کے حصول کے لئے بہت محنت کی خدا تعالیٰ کے فضلوں نے ساتھ دیا۔ میرے والد صاحب کا خیال تھا کہ جماعت کو ناکارہ نہیں بلکہ پڑھے لکھے اور بااثر افراد کی ضرورت ہے۔ والدہ صاحبہ نے گھر کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ہر بچے کو میٹرک تک خود پڑھایا۔ ہم فیڈرل گورنمنٹ کے سکولوں سے پڑھے کیونکہ والد صاحب کو سرکاری رہائش ملی ہوئی تھی سب کے سکول گھر سے قریب تھے ۔ ہمارے والدین کا نام ہمارے سکولوں میں بہت احترام سے لیا جاتا تھا کہ یہ پڑھے لکھے والدین جو بچوں کی پڑھائی کا فکر بھی رکھتے ہیں اور سکول کے ساتھ تعاون بھی کرتے ہیں۔

والد صاحب آفس سے چھٹی کے بعد ٹیوشنز بھی پڑھاتے تھے اور کسی وکیل کے ساتھ ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ بھی کرتے تھے۔ رات کو لیٹ ہی گھر آتے تھے۔ لیکن جب بھی ان کے پاس بیٹھنے کا موقع ملتا تو یا تو جماعت کی ترقیات کی باتیں کرتے، خلافت کے ساتھ برکتوں کا ذکر کرتے۔ ہم بچے اباجی کو دن بھر کی رپورٹ دیتے کہ آج وہ بیٹی تقریر میں اوّل آئی ہے یا اس بیٹے نے کلاس میں اچھی پوزیشن لی ہے یا کسی کا اخبار میں مضمون چھپا ہے تو ایک دم سے جذباتی ہو جاتے اور کہتے کہ یہ ساری باتیں سن کر میرا سیروں خون بڑھتا ہے مجھے خوشی ہے کہ میری بیٹیاں آپس میں بیٹھ کر جوتی کپڑوں اور فیشن کی باتیں نہیں کرتیں یا کہتے بس مجھے اچھا سا پڑھ کر بتاؤ اپنا آپ بیچ کر بھی مجھے خرچہ پورا کرنا پڑا تو کروں گا۔ 1989 میں ریڈیو پاکستان سے ریٹائر ہوئے تو اپنا ذاتی گھر بھی نہ تھا دوست احباب کہتے اقبال صاحب اپنا گھر تو بنا لیتے اباجی جواب دیتے کہ میرے آٹھ بچے ہیں میری آٹھ کوٹھیاں ہیں۔ محض اللہ کے فضل سے ہم آٹھ بہن بھائی سب شادی شدہ، صاحب اولاد، 6 گورنمنٹ جاب میں کلاس ون آفیسر اور سب خدمت دین کی برکتیں بھی سمیٹ رہے ہیں۔ اگلی نسل میں 19 بچے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں سب سے بڑا نواسہ خاکسار کی اکلوتی اولاد مربی ضلع گوجرانوالہ کی حیثیت میں خدمت کی سعادت پا رہا ہے اور اباجی اس پر بہت فخر محسوس کرتے تھے۔ کتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

70 کی دہائی میں نوجوانوں کو کمانے کے لئے بیرون ملک بھیجنے کا بہت رجحان تھا عزیز رشتہ داروں اور غیروں نے بھی کہا کہ بیٹوں کو باہر کے ملک بھجوا دیں یہی جواب دیا کہ اپنے ملک کی تھوڑی کھا لیں گے۔ یہاں صبح آفس جاؤ تو دس بندے کھڑے ہو کر سلام کرتے ہیں رستہ دیتے ہیں احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ دوسرے ملک میں ایسی عزت کہاں ملے گی۔ مختصر بیماری میں جس میں کمزوری بہت زیادہ تھی کوئی اور بات نہ کی یا تو ہجرت کے واقعات دہرائے یا یہ کہ میں بہت خوش قسمت ہوں میری ساری اولاد جماعت سے وابستہ ہے۔ سب بچے فرمانبردار ہیں۔ میں تو پنڈی میں کمیٹی چوک کے قریب ایک بڑھیا کے تندور سے ایک آنے کی روٹی اور ساتھ سالن مفت ملتا تھا کھایا کرتا تھا۔ آج میرے سارے بچے اپنے اپنے گھروں میں ہیں۔ دوسروں کے سٹیٹس سے تو متاثر ہونا اباجی کی سرشت میں ہی نہ تھا۔ درویش آدمی تھے ان کی لمبی عمر اور صحت کا راز بھی یہ چھوٹی چھوٹی خوشیاں ہی تھیں جو کہ حقیقت میں بہت بڑی تھیں۔ 45 سال سے زیادہ صدر حلقہ چکلالہ راولپنڈی رہے ہم نے اپنے گھر کو ہمیشہ نماز سنٹر ہی دیکھا۔ نمازیں بھی باجماعت ہوتی رہیں، جماعتی جلسے اور دعوت الی اللہ کے بھرپور پروگرام مردوزن کے ساتھ۔ ہمارے بچپن میں سلائیڈز دکھائی جاتی تھی چکلالہ والے گھر کے صحن میں پارٹیشن کر کے ایک طرف مردوں اور ایک طرف عورتوں کا انتظام ہوتا۔ فطرتاً خاموش طبیعت تھے لیکن منتظم بہت اچھے تھے۔ میری یادداشت میں اباجی کی صدارت میں آخری بڑا پروگرام حلقہ کے مردوزن کا خاکسار کے گھر ہوا تھا جس میں کل 98 حاضری تھی۔ رات

کا کھانا بھی پیش کیا گیا تھا۔ بچپن کی ساری عیدیں یاد ہیں۔ کسی آفس سے بس ہائر کروالیتے اور یوں پورا حلقہ عید کی نماز اکٹھے مل کر پڑھنے جاتا۔

دسمبر 1971ء کی پاک بھارت جنگ کے ہنگامی حالات کے پیش نظر ابا جی نے گھر کے باہر واقع کھلے گراؤنڈ میں ایل شیپ کی ایک کافی بڑی خندق کھودنی شروع کی۔ کالونی والوں نے آتے جاتے خوب مذاق اُڑایا۔ ڈرپوک ہونے کا طعنہ دیا۔ 3 دسمبر کو جنگ شروع ہوئی تو پہلی بار خطرے کا سائرن بجا۔ خندق محلے والوں سے بھر گئی۔ ہر کوئی اپنے گھر سے قیمتی چیزوں کے ساتھ خندق میں گھس جاتا۔ بہر حال جب جنگ ختم ہوئی تو سب نے ابا جی کا شکریہ بھی ادا کیا اور معذرت بھی کی اور ہمت کی داد بھی دی۔ 8 دسمبر کو خاکسار کا سب سے چھوٹا اور پیارا بھائی عزیزم ندیم احمد سنٹرل ہاسپٹل راولپنڈی میں پیدا ہوا۔ ہسپتال کے عملے نے نام میں مجاہد کا اضافہ کیا تو اس طرح ندیم احمد مجاہد نیشنل بینک میں فرائض منصبی اور گذشتہ 6 سال سے جماعت راولپنڈی ضلع میں سیکرٹری مال کے طور پر بھی خدمت دین کی سعادت پا رہا ہے۔

1974ء کا پُر آشوب دور ہم نے اپنی ہوش میں دیکھا۔ سکولوں میں مخالفت برداشت کی۔ میرے سے چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ ڈاکٹر نگہت ظہیر حال مقیم فیصل آباد کو سکول سے نکال دیا گیا۔ ویول لائنز چکلالہ کی دیواروں پر لکھا ہوتا تھا کہ ”اقبال چور ہے اقبال کافر ہے۔“ گھر کے دروازے پر جامع مسجد تھی۔ ہر وقت کفر کے فتوے اور قتل کے مشورے لاؤڈ سپیکر پر سنائی دیتے۔ ابا جی کا دعوت الی اللہ کا جنون قائم تھا۔ اس میں کسی قسم کی کمی نہ تھی۔ ہم میں بھی اللہ کے فضل سے کسی قسم کی بزدلی پیدا نہ ہونے دی۔ دو دفعہ تو جلوس گھر آیا اور گالی گلوچ کی، احمدیت کے خلاف نعرے لگائے۔ ایک دو دن بعد پولیس حرکت میں آگئی اور ابا جی کو نقص امن کے لئے خطرہ قرار دے کر تھانے لے گئی اور اس طرح اسیر راہ مولا کی حیثیت سے بھی برکت سمیٹی۔ ایک رات تھانے میں گزاری۔ اس وقت کے امیر جماعت راولپنڈی محترم مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ صاحب نے ضمانت کروائی۔ اس کے بعد کافی دنوں تک ابا جی رات کو دیر سے گھر آتے اور علی الصبح گھر سے نکل جاتے تا کہ لوگوں کو طیش نہ آئے۔ 1983ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ راولپنڈی آئے تو فلیش مین ہوٹل میں سوال و جواب کی ایک نشست رکھی گئی اور ابا جان اپنے بڑے بڑے وکلاء دوستوں کو لے کر گئے جس میں مکرم سردار اسحٰق خان صاحب جیسے ہائی کورٹ کے وکیل بھی شامل تھے اور اللہ کے فضل سے یہ پروگرام کافی کامیاب رہا۔

وہ وقت جب ہم بڑے چاروں بہن بھائی اعلیٰ تعلیم میں تھے تو چھوٹی ہمشیرہ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں، ایک بھائی مکرم کرنل وسیم احمد شاہد صاحب (جنہوں نے آرمی سے فارغ ہونے کے بعد پاکستان کرکٹ بورڈ میں بطور سکیورٹی آفیسر کام کیا اور بہت عزت پائی) کاکول میں چلے گئے تھے۔ کافی مالی مشکلات آئیں لیکن ابا جی نے زیادہ محنت کرنا شروع کر دی۔ پارٹ ٹائم کام زیادہ کر دیا۔ صبح آفس جانے سے پہلے بھی ایک ٹیوشن پڑھانے لگے۔ ہمیں کبھی احساس بھی نہ ہونے دیا اور ہر ضرورت کو وقت پر پورا کیا۔

30 سال کے قریب چکلالہ والے گھر میں رہے (بڑا برکت والا گھر تھا۔ جماعتی مرکز بھی تھا اور ہم بہن بھائیوں نے زندگی کی ساری کامیابیاں اسی گھر میں حاصل کیں۔ الحمدللہ)

ابا جی نے اپنی مدد آپ کے تحت اپنے علاقے کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ایسوسی ایشن بنائی۔ جب بھی کبھی معاشرے میں پریشانی کا وقت آیا مثلاً ہتھوڑا گروپ کا خوف عوام میں پھیلا، اوجڑی کیمپ کا خوفناک سانحہ ہوا تو راتوں کو ٹھیکری پہرے کا نظام متعارف کروایا اور کامیابی سے چلایا۔ لوگ سکون سے راتوں کو سونے لگے۔ خدمت خلق کا بھی منظم طریقہ کار اپنایا گیا۔ ہر سال ادبی اور کھیلوں کے مقابلے منعقد کروائے جاتے۔ جن لوگوں نے یہ سب دیکھ رکھا ہے وہ یقیناً اسکو آج بھی یاد کرتے ہوں گے۔

ریڈیو پاکستان اسلام آباد میں بھی ایسوسی ایشن بنائی۔ ملازمین کی فلاح وبہبود کے لئے بہت کام کروایا۔ دیرینہ مطالبات منظور کروائے۔ اس وقت مولانا کوثر نیازی صاحب وزیر اطلاعات تھے۔ کئی مرتبہ ان کی گاڑی اور ڈرائیور ابا جی کے استعمال میں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ہم بچوں کو بھی اسلام آباد سیر کے لے گئے۔ ایک جگہ صدر ایوب خان صاحب کو راستے میں واک کرتے دیکھا تو گاڑی رکوائی اور ہمیں بتایا یہ پاکستان کے سابق صدر ہیں۔ میری یادداشت میں بس یہی یاد موجود ہے۔

1988ء میں پشاور ریڈیو سٹیشن میں آپکا تبادلہ ہوا اور بڑی خوشی سے بتایا کرتے تھے کہ خدا نے میرے ہاتھوں سے وہاں مسجد بنوائی اور کنویں کا انتظام کیا۔

ابا جی نے گوشت تو 60 سال کے کہیں بعد جا کر کھانا شروع کیا۔ اور سادہ خوراک، سادہ رہن سہن ہر قسم کے تصنع اور لالچ سے پاک، باوقار زندگی گزارتے ہوئے بطور ایڈمن آفیسر ریٹائرڈ ہوئے۔ سائیکل ہی استعمال کی۔ روزانہ صبح واک کی۔ پودوں اور نیچر سے بہت لگاؤ تھا۔ ہم نے چکلالہ والے گھر میں گندم اور روئی کے علاوہ ہر چیز اُگی ہوئی دیکھی۔ مٹی کو سونا بنا دیتے تھے۔ گزشتہ 30، 31 سال سے جس گھر میں رہائش پزیر تھے وہاں نیچے تو اتنی کھلی جگہ نہ تھی کہ ابا جی باغبانی کر سکتے۔ انہوں نے تیسری منزل پر خوب باغبانی کر رکھی تھی اور وفات سے 15 دن پہلے تک روزانہ صبح چھت پر جاتے اور دو گھنٹے وہاں گزارتے۔ آخری دنوں انتہائی کمزوری کی حالت میں آنکھیں کھولیں اور مجھے کہا کہ اب میرے میں ہمت نہیں کہ پودوں کو پانی دے سکوں۔ آدھے پودے آپ لے لینا اور آدھے منزہ کو دے دینا۔ اور عزیزہ منزہ خالد (میری چھوٹی ہمشیرہ جو کہ فیڈرل گورنمنٹ کالج میں فزکس پڑھا رہی ہے) آج کل صبح صبح چھت پر جا کر پودوں کو پانی دیتی ہے اور گلشن اقبال کے نام سے ویڈیو شیئر کر رہی ہوتی ہے۔

ساری زندگی نماز کی باقاعدگی رہی۔ صبح کے وقت بلند آواز سے تلاوت جس میں کبھی ناغہ نہ ہوا۔ اجلاسوں اور جماعتی پروگراموں اور جمعہ کی نماز کو کبھی نہ چھوڑا۔ کئی بڑی سورتیں خاموشی سے حفظ کر لیں۔ پڑوسیوں کا حال احوال پوچھنا کبھی نہ بھولتے۔ آتے جاتے ان کو سلام کرتے۔

2000ء میں میری والدہ کی وفات پر ایوان توحید راولپنڈی میں جب جنازہ پڑھا جانے لگا تو ابا جی نے کھڑے ہو کر میری پیاری ماں کو یوں خراج عقیدت پیش کیا کہ میں اس عورت کا احسان نہیں بھول سکتا جس نے میرے بچوں کو قابل بنانے میں بھرپور ساتھ دیا۔ 2005ء میں ابا جی نے دوسری شادی کی۔ دوسری والدہ کو بھی فوری طور پر کیش حق مہر ادا کیا۔ ماہانہ خرچ ادا کرنے میں ضروریات اور خواہشات پوری کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔

اپنے بچوں کے ساتھ بہت احترام اور خاموش محبت کا تعلق تھا۔ کبھی اُونچی آواز سے ڈانٹا نہیں۔ اپنی اولاد کو بھرپور وقت دیا۔ میرے سے بڑے بھائی جان مکرم نعیم احمد خالد صاحب حال مقیم کینیڈا ہیں۔ ان سے اور طرح کا پیار تھا۔ وسیم بھائی سے اور طرح کا اور عزیزم ندیم اور عزیزم فہیم کے ساتھ وکھری طرح کا پیار تھا۔ میں کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ ابا جی کس بچے کے ساتھ زیادہ پیار کرتے تھے۔ سارے بچے ہی ان کا مان تھے۔ ان کے دل سے قریب تھے۔ اور بیٹیوں اور بہوؤں کے ساتھ تو بہت دوستی کا تعلق تھا۔ محض خدا کے فضل سے سارے ہی بیٹے اور بیٹیاں ان کے فرمانبردار تھے۔ ابا جی کی موجودگی کے بغیر ہماری کوئی بھی تقریب ادھوری ہوتی۔

میرے ابا جی نے ہمارے لئے سب سے بڑا ورثہ خلافت اور جماعت کے ساتھ محبت اور نظام کے ساتھ اطاعت کا ہی چھوڑا ہے۔ میرے ابا جی ایک نابغہ ٔروزگار وجود تھے۔ خلافت اور جماعت کا ذکر آتے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے اور شکر ادا کرتے رہتے کہ ہمیں خدا نے سچائی کو اپنانے کی توفیق دی۔ خاکسار نے ادنیٰ سی کوشش کی ہے کہ اس پیارے وجود کی زندگی کا جو کہ ہم بیٹیوں کے لئے ایک رول ماڈل تھا، کچھ احاطہ کر سکوں لیکن

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آہ! اب کون ہمارا انتظار کرے گا۔ ہماری ڈیک رکھے گا۔ ہمارے آنے پر اُٹھ بیٹھے گا۔ فوراً سے پیشتر اپنی دراز کھول کر ڈرائی فروٹ نکال کر آگے رکھے گا۔ پھر بار بار کہی جانے والی جماعت کی باتوں کو دہرا کر لہو گرمائے گا اور زندگی کی ایک نئی حرارت پھونکے گا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میرا خدا خلافت سے سچی محبت کے صدقے اپنے قرب میں جگہ دے گا۔

اے خدا! میرے پیارے ابا جی کی روح کو اپنی بے پناہ مغفرت کی چادر سے ڈھانپ لے۔ ان کی اولاد کے لئے کی گئی دعاؤں سے ساری اولاد نسلوں تک فیض پائے۔ ان کی اولاد ان کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے اور قیامت تک خلافت سے چمٹی رہے آمین۔

رپورٹ: لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ سُرینام، جنوبی امریکہ

25 اپریل 2021ء، مسجد ناصر سُرینام کے پچاس سال

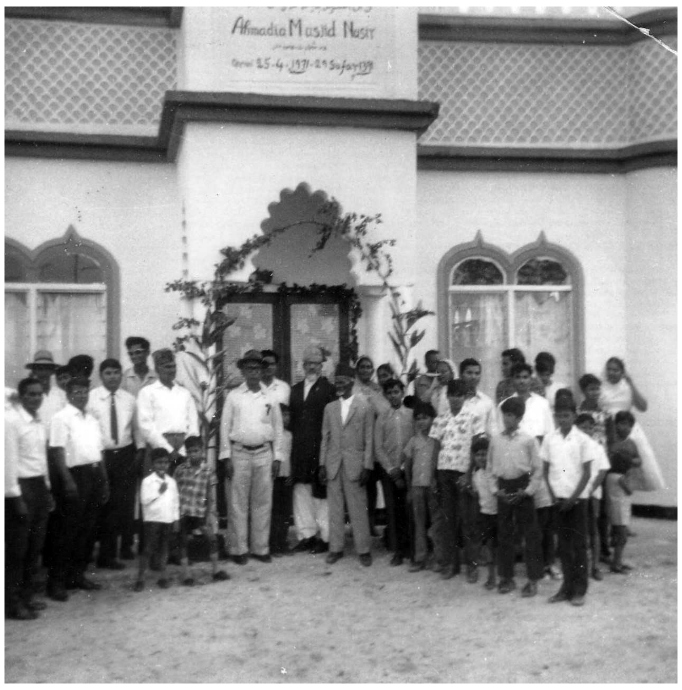

سُرینام دنیا کے ان خوش نصیب ممالک میں سے ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر اور موعود خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دور میں احمدیت کا پیغام پہنچا۔ جنوبی امریکہ کے اس چھوٹے سے ملک کے ایک باشندے کو طویل سفر کے بعد ربوہ پہنچنے اور تقریباً چار سال خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ شفقت میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ محترم عبد العزیز جمن بخش صاحب کی ذاتی ڈائری کے مطابق آپ اتوار 20 دسمبر 1953ء کی شام ربوہ پہنچے۔ اور 22 دسمبر 1953ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ پھر بیعت کی توفیق پائی اور بذریعہ خط نمبر BF-381/1955-1-25 حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بیعت کی قبولیت کی خوشخبری ملی۔ اس خط کی کاپی جماعتی ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

جماعت کی پہلی مسجد

نومبر 1956ء میں مرکزی مبلغ مکرم شیخ رشید احمد اسحاق صاحب کی آمد کے بعد سُرینام میں باقاعدہ جماعت قائم ہوئی اور آغاز میں جن لوگوں کو دعوت حق قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں ایک محترم حسینی بدولہ صاحب بھی تھے۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور دین سے فطری لگاؤ کے باعث قبول احمدیت کے چند سال بعد انہوں نے اپنی ملکیتی زمین پر مسجد بنانے کی ٹھانی۔ اس مقصد کے لئے تین ہزار مربع میٹر زمین جماعت کے لئے وقف کی اور مسجد کی تعمیر شروع کی۔ مسجد کی تعمیر کے آغاز کے چند دن بعد مؤرخہ 18 جون 1961ء بروز اتوار باقاعدہ افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ سلسلہ گیانا اس تقریب میں شمولیت کے لئے خاص طور پر سُرینام تشریف لائے۔ سنگ بنیاد رکھنے کے بعد مکرم حسینی بدولہ صاحب حسب توفیق خرچ اٹھا کر مسجد کی تعمیر میں مصروف رہے۔ آپ اس مسجد کے معمار بھی تھے اور مزدور بھی۔ ان کی اہلیہ محترمہ نصیرن بدولہ صاحبہ نے لمبا عرصہ کپڑوں کی سلائی کا کام کر کے مالی معاونت فراہم کی۔ روزمرہ امور کی انجام دہی کے بعد سہ پہر کے وقت مسجد کی تعمیر کا کام کیا جاتا۔ اس کار خیر میں ان کے بیٹوں نے بھی شانہ بشانہ حصہ لیا۔ جولائی 1969ء میں مشن ہاؤس کی تعمیر بھی شروع ہوئی اور یہ کام بھی ساتھ ساتھ جاری رہا۔ مسجد کی تعمیر پیسے اور افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے تقریباً دس سال میں مکمل ہوئی۔ 1966ء کے بعد سے ملک میں کوئی مبلغ نہیں تھا اس لئے محترم مولانا غلام احمد نسیم صاحب اور مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے ہمسایہ ملک گیانا سے سُرینام کا دورہ کر کے کام کی نگرانی کی۔

پہلی مسجد کا افتتاح

25 اپریل 1971ء بروز اتوار جماعت احمدیہ سُرینام کی تاریخ کا وہ یادگار دن ہے جب مسجد ناصر کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور وکیل التبشیر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا تحریری پیغام موصول ہوا نیز افتتاح کے دن وکالت تبشیر کی طرف سے مبارک باد کا ٹیلی گرام بھی موصول ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا پیغام

حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں فرمایا: ”جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہر ایک کے لئے برکات الٰہیہ کا سرچشمہ بنادے، آمین۔ جماعت کو یہ بات ہمیشہ یاد رہے کہ تمام برکتیں خدا کی فرمانبرداری اور خدا کے چنیدہ بندوں کی فرمانبرداری میں ہیں خواہ خدا کے نبی ہوں یا نبی کے خلفاء۔ خلافت اللہ تعالیٰ کی برکتیں لاتی ہے اس لئے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔“

مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح

مکرم وکیل التبشیر صاحب کا پیغام

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اپنے پیغام میں تحریر کیا:

”پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ سرینام میں بھی ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے جس کا آج افتتاح ہو رہا ہے۔ میں تہہ دل سے اس شاندار کارنامہ پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ اس بات کا ایک اور ثبوت ہے کہ احمدی مسلمانوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری کوششوں میں برکت ڈالی ہے کہ ہم اس قابل ہوئے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں اسلام کی خدمت کر سکیں اور ایسے علاقوں میں اسلام پہنچائیں جہاں پہلے نہ تھا۔ میں اس مبارک موقعہ پر آپ کو یہ بات بھی یاد دلادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام کی خدمت کا کام صرف مسجد بنا دینے پر ختم نہیں ہو جاتا، مسجد تو صرف ایک علامت ہے، اصل اور حقیقی چیز عبادت الٰہی ہے۔ جب ساری جماعت لگاتار باقاعدگی اور خلوصِ دل سے خدا کی عبادت کرے تب اصل مقصد پورا ہوگا۔ چاہیے کہ میرے بھائی اس فرض کو ہمیشہ پورا کریں۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ حقیقی عبادت الٰہی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ قرآن مجید کا پورا علم ہو۔ قرآن مجید ہی وہ پاک کتاب ہے جو ہمیں صحیح ہدایت دے سکتی ہے اور جس کے ذریعہ ہمیں روحانی، دینی اور دنیاوی ترقیات مل سکتی ہیں، سو آؤ ہم اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم نے قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر انگریزی کے علاوہ بہت سی زبانوں میں شائع کر دیا ہے۔ مثلاً جرمن، ڈچ، ڈینش، سواحیلی، لوگنڈا، پس جو زبان آپ کو پسند ہو اس زبان کا ترجمہ پڑھو۔ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ مسجد اسلام کے اعلیٰ مقصد کے حصول کا پیش خیمہ بنے اور بڑی بڑی کامیابیاں نصیب ہوں۔

آپ کا مخلص مرزا مبارک احمد۔“

افتتاحی تقریب

افتتاحی تقریب کے لئے باقاعدہ دعوتی کارڈ چھپوائے گئے۔ ریڈیو پر تین بار اعلان کروایا گیا۔ اس موقعہ پر مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے 36 صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ بھی تیار کیا جس میں مسیح کی آمد کی پیشگوئیاں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ اور قرآن مجید سے اس کی تصدیق، جماعت احمدیہ اور لاہوری جماعت میں فرق، خلافت احمدیہ کی برکات، جماعت احمدیہ کے کام اور ان کے شیریں ثمرات، سلسلہ کی مختصر تاریخ کے ساتھ ساتھ رجل فارس کے متعلق رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کا بھی ذکر کیا گیا۔

پروگرام سے قبل بعض مخالفین نے گھر گھر جاکر لوگوں کو اس تقریب

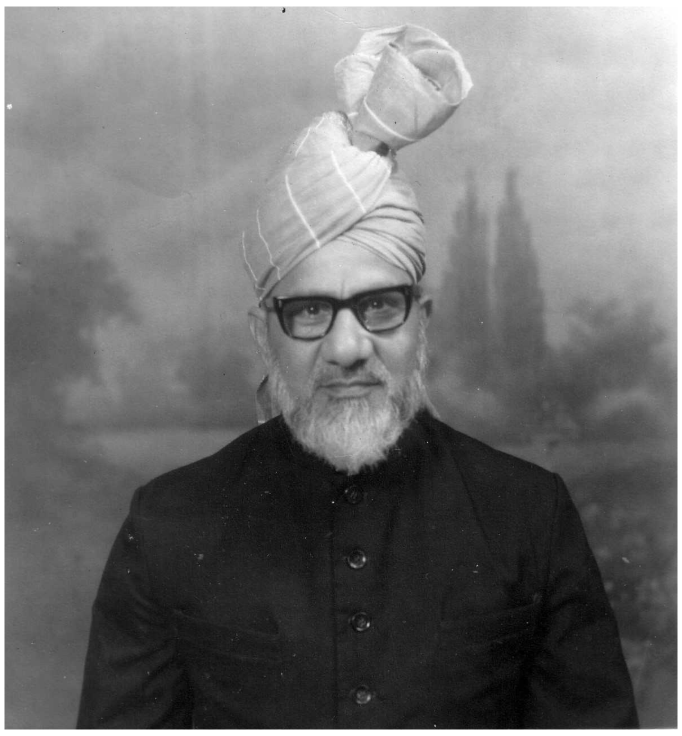

میں شمولیت سے روکا مگر ہندو، عیسائی، مسلمان، لاہوری احمدی سب اس تقریب میں شامل ہوئے۔ مسجد کو رنگا رنگ جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ دعا کے بعد مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے مسجد کا دروازہ کھولا اور عصر کی اذان دی گئی نماز کے بعد تلاوت قرآن مجید سے تقریب کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے محترم حسینی بدولہ صاحب نے کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ: ”میں بقائمی ہوش و حواس اللہ کو گواہ ٹھہراتے ہوئے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے اور میری بیوی نے صرف اور صرف اس نیت سے یہ زمین دی اور اس پر یہ مسجد تعمیر کی تا اس ملک سُرینام جنوبی امریکہ میں جماعت احمدیہ کی شاخ مضبوطی سے قائم ہو اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ ہو اور خدائے واحد لاشریک کی عبادت کی جاوے۔ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی ہیں اور آپ کے بعد خلافت احمدیہ برحق ہے۔ میں اور میری بیوی اسی عقیدہ پر قائم ہیں، اور خلافت احمدیہ سے وابستہ ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں کہ اس نے ہماری نیت اور ارادہ کے مطابق اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ میں ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام میں میری مدد کی۔ آپ سب بھائیوں اور بہنوں کی موجودگی میں مَیں اس مسجد اور اس قطعہ زمین کی ملکیت کے حقوق سے دستبردار ہوتا ہوں۔ نہ میں اور نہ کوئی میرا وارث اس زمین اور مسجد کا حقدار ہو گا۔ آج سے اس کا مالک و مختار ہمارے آقا و مطاع حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوں گے۔ حضور جس طرح چاہیں اس قطعہ زمین اور مسجد کو سرینام گورنمنٹ کے قانون کے مطابق مجھ سے لکھوالیں۔ مجھے کوئی عذر نہ ہو گا۔ آپ سب گواہ رہیں میں آپ سب کے سامنے چابی حضرت خلیفۃ المسیح کے نمائندے مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اس حقیر قربانی کو قبول فرمائے۔ مجھے میری بیوی اور ہماری اولاد کو ہمیشہ احمدیت پر قائم رکھے، اور دین کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔

العبد۔ حسینی بدولہ“۔ محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب اور ایک مقامی خادم عبد المطلب محمود صاحب نے اس تحریر پر بطور گواہ دستخط کئے۔

اس اعلان کے بعد محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے مسجد کی چابی وصول کی، اس سارے عمل سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔ پھر حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ اور محترم وکیل التبشیر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ آخر میں مولانا صاحب نے خطاب کیا۔ چند غیر از جماعت لوگوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نماز مغرب کے بعد تمام شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔ سُرینام میں یہ پہلی مسجد تھی جس کے نام کے ساتھ ”احمدیہ“ لفظ جوڑا

گیا۔ اس موقعہ پر اخبار کا نمائندہ بھی موجود تھا اور مقامی اخبار میں اس تقریب کی خبر بھی شائع ہوئی۔

ایک ایسی جگہ جہاں غیر از جماعت مسلمان، لاہوری جماعت سے تعلق رکھنے والے دوست، اور خواجہ اسماعیل صاحب کے گروہ ”السابقون“ سے تعلق رکھنے والے لوگ مسجد کی تعمیر میں مسلسل روڑے اٹکا رہے تھے اور اس جائیداد کی جماعت کے نام منتقلی کی مخالفت پر کمربستہ تھے ایک تنہا شخص کا استقامت دکھانا، اپنے مقصد پر ڈٹے رہنا اور اس کام کو منطقی انجام تک پہنچانا محترم حسینی بدولہ صاحب کے اخلاص اور عزم وہمت کا یادگار نمونہ ہے۔ محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب جو تعمیری کام کی نگرانی اور افتتاحی تقریب کی تیاری کے لئے فروری 1971ء میں ہمسایہ ملک گیانا سے سرینام پہنچے انہیں بھی مخالفین کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ 6 اپریل کو ایک تبلیغی نشست میں چند افراد نے بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ افتتاحی تقریب سے صرف دو دن پہلے مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے اپنے ہاتھ سے مسجد کی پیشانی پر ”احمدیہ مسجد ناصر“ کے الفاظ لکھے اور افتتاح کی تاریخ کندہ کی۔

حضور انور کی خدمت میں رپورٹ

محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے مورخہ یکم مئی 1971ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں مسجد کی تعمیر کی تاریخ، محترم حسینی بدولہ صاحب کی قربانی اور اخلاص اور مسجد کی افتتاحی تقریب کی تفصیلی رپورٹ بھجوائی اور خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ حضور سرینام میں اہل پیغام کی 18 مساجد ہیں مگر اس ملک میں یہ پہلی مسجد ہے جس کا نام ”احمدیہ مسجد ناصر“ رکھا گیا ہے۔ اور لاہوری جماعت کے افراد کو چہ مگوئیاں کرتے سنا گیا کہ یہ جماعت جو عقیدہ رکھتی ہے برملا اس کا اظہار بھی کرتی ہے۔ اس رپورٹ کی کاربن کاپی جماعتی ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

بعد ازاں محراب کے دائیں جانب 85 مربع میٹر کے دوہال اور کچن تیار ہوا۔ ان کی تعمیر کا سہرا بھی محترم حسینی بدولہ صاحب کے سر ہے۔

ایک غیر مسلم کا مسجد کے لئے تحفہ

جولائی 1987ء میں مسجد کی بنیادوں کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ساتھ فرش بنوانے کا فیصلہ کیا گیا، اس مقصد کے لئے خدام وانصار نے ایک ہفتہ وقار عمل کیا، اور تین اطراف ایک، ایک میٹر زمین تین فٹ گہری کھود کر سیمنٹ بلاکس سے فرش بنایا، تاکہ بنیادیں پانی کی زد سے محفوظ ہو جائیں۔ اس کام کے لئے رتن نامی ایک ہندو نے جس کی بلڈنگ میٹریل کی دکان تھی، دو ٹرک ریت، 20 بوری سیمنٹ اور 2100 بلاک تحفہ دئے۔ سال 1991ء میں جماعتی پروگرامز کے لئے شیڈ کی تعمیر کا کام شروع ہوا، مگر فنڈز کی کمی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا، اور 1997ء میں محترم مولانا حمید احمد ظفر

صاحب نے 180 مربع میٹر کا یہ شیڈ مکمل کروایا، نیز مشن ہاؤس کی چھت کی ڈھلوان میں اضافہ کر کے ٹین مکمل طور پر تبدیل کروایا۔ دفتر اور گیسٹ روم تعمیر کروائے۔ اس کے علاوہ مسجد کے پورے پلاٹ کی چار دیواری بنوائی۔ ان کاموں کے لئے افراد جماعت نے دل کھول کر مالی قربانی کی۔

خلیفہ وقت کا دورہ

مورخہ 29 مئی تا 4 جون 1991ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سرینام کا دورہ کیا، اور 31 مئی کو مسجد ناصر میں ”شکر“ کے موضوع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا، اور ”خطبات امام“ براہ راست اور باقاعدہ سننے کی زبردست تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا: ”آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں۔ کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں، اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے خواہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں، ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں، روس کے ہوں یا امریکہ کے، سب اگر خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہو گی۔ وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے، خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ سے جلدوں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے، مگر دل کا ایک ہی رنگ ہو گا۔ ان کے حلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے، لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہو گا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے ۔۔۔ اس رنگ میں آپ شکریہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے کہ اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں، اگر آپ یہ کریں گے تو ان پر بہت بڑا احسان کریں گے۔ اپنی آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہوں گے، ان کو غیروں کے حملوں سے بچانے والے ہوں گے، ان کے اخلاق کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے، اور خدا تعالیٰ آپ کی جماعت کو بہت ترقی دے۔ میں نے یہاں آکر دیکھا ہے کہ سُرینام کی جماعت میں اللہ کے فضل سے بہت اخلاص کا مادہ ہے، یہاں اخلاص کی کان ہے لیکن اگر کانوں کو کھودا نہ جائے اور ان سے قیمتی جواہر نکالے نہ جائیں تو کیا فائدہ؟ وہ مٹی میں ملی رہتی ہیں، آپ لوگوں

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کے اندر خدا نے اخلاص کا وہ مادہ عطا کیا ہے کہ اگر مبلغ یا مربی اور آپ کے عہدیدار اس اخلاص کی کان سے فائدہ اٹھائیں اور ان جواہر کو باہر نکالیں تو آپ کے فیض سے سارا علاقہ اللہ کے فضل کے ساتھ اسلام اور احمدیت کے نور سے بھر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 23 ستمبر 1991ء۔ خطبات طاہر جلد 10، صفحہ 472، 471)

سن 2006ء میں مسجد ناصر کی مکمل تزئین نو کی گئی۔ چھت کی تمام لکڑی نکال کر سٹیل کا فریم تیار کر کے لگایا گیا۔ PVC شیٹ کی سیلنگ لگوائی گئی۔ تمام ونڈوز کا سائز یکساں کیا گیا، اور المونیئم کے دروازے اور ونڈو لگوائی گئیں۔ فرش پر نیا میٹ بچھایا گیا۔ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے پیش نظر مسجد میں ائیر کنڈیشن لگوائے گئے۔ یوں مسجد کی ہیئت یکسر بدل گئی۔ افراد جماعت کے اجتماعی وقار عمل سے اس کار خیر کو انجام دیا۔ محترم حسینی بدولہ صاحب کے تین نواسوں کو تزئین نو میں نمایاں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ کام مکمل ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی خدمت اقدس میں مفصّل رپورٹ بھجوائی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے جواب میں تحریر فرمایا: "آپ کی طرف سے مسجد سرینام کی RENOVATION کی رپوٹ ملی ہے، جس کے ساتھ تصاویر بھی ہیں۔ ماشا اللہ بڑی خوبصورت بن گئی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ اس کا بہت سا کام وقار عمل سے ہوا ہے، اور حسینی بدولہ صاحب کے نواسوں کا Contribution بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور ان کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔"

خط محررہ T-10869/07-2-15.

اکتوبر 2011ء میں مسجد سے ملحقہ ہال کا فرش نیا بنا کر ٹائل لگائی گئی، اور جماعتی روایات کے مطابق یہ کام وقار عمل کے ذریعہ مکمل کیا گیا۔ سال 2014ء میں جماعت نے خطیر رقم خرچ کر کے مسجد کے لئے بجلی کا ٹرانسفارمر لگوایا، اسی سال مسجد کے ساتھ ایک اور گیسٹ روم کی تعمیر کی توفیق ملی۔ مسجد کے تین اطراف دو میٹر کا پختہ فرش بنا کر ٹائل لگوائی گئی۔ مسجد کے صحن میں چار سو مربع میٹر ایریا میں فرشی ٹائل لگوائی گئی، نیز بیرونی دیوار از سر نو تعمیر کی گئی۔ اس دیوار کی تعمیر کا کام مکمل ہونے کے بعد اس پر گرل لگانے اور مین گیٹ کی تیاری کے لئے خاکسار نے جماعت کے ایک ناصر محترم فاروق جمن بخش صاحب جو ویلڈنگ کا وسیع تجربہ رکھنے والے بزرگ ہیں، اور جماعت کی دونوں مساجد کی چھتوں کے لئے سٹیل کا فریم تیار کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ہم آپ کو میٹرئل خرید دیتے ہیں، آپ گرلز اور گیٹ تیار کر دیں۔ انہوں نے اس کام کی ہامی بھر لی۔ اگلے دن مسجد آئے اور کہنے لگے کہ میں نے اپنی اہلیہ سے مشورہ کیا ہے۔ ہم اپنے خرچ پر یہ خدمت انجام دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے تمام سامان خرید کر پیمائش کے مطابق تمام گرلز اور گیٹ اپنے گھر پہ تیار کر کے مسجد میں لا کر فکس کر دئے۔ اسی طرح مسجد کی چھت کے لئے نیا ٹین خریدنے کی غرض سے خاکسار مجلس عاملہ کے ایک ممبر کے ساتھ ایک غیر از جماعت بزرگ کی دکان پر گیا اور اپنا مدعا بیان کیا۔ انہوں نے ٹین کا سائز اور تعداد پوچھنے کے بعد اپنے ملازم کو بلایا اور بل تیار کر کے لانے کا کہا۔ وہ بل انہوں نے میرے سامنے رکھا اور کہنے لگے اس میں سے جتنی رقم چاہیں کاٹ دیں، بل دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ نصف کاٹ دوں، لیکن اگلے لمحے مَیں نے ان سے گذارش کی کہ آپ خود جتنا مناسب سمجھیں کاٹ دیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے نصف رقم کاٹ کے بل مجھے تھما دیا کہ جائیں ادائیگی کر دیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے لئے آسانیاں پیدا فرمائیں۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

حرف آخر

مسجد ناصر سُرینام کو یہ سعادت حاصل ہے کہ امام آخر الزّمان کے مقدس و مطہر خلیفہ نے یہاں نمازوں کی امامت کروائی اور جمعہ بھی پڑھایا۔ اس کے علاوہ جماعت ہائے احمدیہ امریکہ، کینیڈا، ٹرینیڈاڈ اور گیانا کے مبلغ انچارج مختلف وقتوں میں یہاں تشریف لا چکے ہیں۔ محترم مولانا محمد اسلم قریشی شہید نے کربیئن میں قیام کے دوران پانچ مرتبہ یہاں جماعتی پروگرامز میں شرکت کی۔ محترم مولانا عطا اللہ کلیم صاحب نے ستمبر تا نومبر 1986ء یہاں قیام کیا۔ گذشتہ بیس سالوں کے دوران جمہوریہ سرینام کے دو نائب صدر، متعدد وزراء، اراکین پارلیمنٹ اور متعدد ملکوں کے سفیر اس مسجد کا دورہ کر چکے ہیں۔

قارئین الفضل آن لائن سے سے جماعت سرینام کے نفوس و اموال میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ: دربار خلافت ...... از صفحہ 2

ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی"۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 305-306)

پس خلافتِ احمدیہ کا وعدہ دائمی ہے اور بعد میں آنے والوں کے لئے ہے۔ جو نظامِ خلافت سے جڑے رہیں گے، اپنی کامل اطاعت کا اظہار کرتے رہیں گے، خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھیں گے وہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوتا دیکھتے رہیں گے۔ دشمن اور بد فطرت انسانوں کی آنکھیں تو اندھی ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تو ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہماری نسبت جو وعدہ فرمایا ہے اُس کی نئی شان ہمیں ہر روز نظر آتی ہے۔ دشمن کا زیادتی پر اُتر آنا اور نہتوں پر ہتھیاروں سے حملے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دشمن کے پاس دلیل سے مقابلہ کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا دلائل سے لوگوں کا منہ بند کرنا اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی بھی دلیل ہے۔ اُس نے فرمایا کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ اُن دلائل سے ہے جن کے ردّ کرنے کی کسی مخالف میں طاقت نہیں ہے۔

پھر خلافتِ احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے دوبارہ آپ نے قدرتِ ثانیہ کا آنا بیان فرما کر اس کے قائم ہونے کا طریق بتایا ہے۔ فرمایا کہ:

"مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائیگی"۔ فرمایا "اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 306-307)

(خطبہ جمعہ 27/ مئی 2011ء)

21 مئی 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:15	18:54
مدینہ منورہ	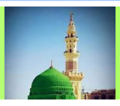	04:08	19:01
قادیان		03:53	19:22
ربوہ		03:33	19:02
اسلام آباد ٹلفورڈ	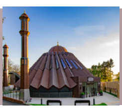	03:35	20:56